روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱/۷۶ | جمعرات ۵۔ شعبان ۱۴۱۱ھ، ۲۱۔ تبلیغ ۱۳۷۰ہش، ۲۱۔ فروری ۱۹۹۱ء | نمبر ۴۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظاہری امن دل اور دماغ کے امن پر منحصر ہے

"کُل عالم کیلئے یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو امن عطا کرے اور امن سے مراد صرف ظاہری امن نہیں بلکہ امن سے مراد دل اور دماغ کا امن ہے۔ کیونکہ میں قطعی طور پہ اس بات کو ایک ٹھوس حقیقت کی طرح دیکھ رہا ہوں کہ دنیا کا امن دل اور دماغ کے امن پر منحصر ہے۔ وہ بنی نوع انسان جن کے دل میں امن نہ ہو، جن کے دماغ امن میں نہ ہوں ان کا عالمی ماحول امن میں نہیں رہ سکتا۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"قرآن کریم کا نام ذکر رکھا گیا ہے۔ اس لئے کہ وہ انسان کی اندرونی شریعت یاد دلاتا ہے۔ جب اسم فاعل کو مصدر کی صورت میں لاتے ہیں تو وہ مبالغہ کا کام دیتا ہے۔ جیسا زَیْدٌ عَدْلٌ۔ کیا معنے؟ زید بہت عادل ہے۔ قرآن کوئی نئی تعلیم نہیں لایا بلکہ اس اندرونی شریعت کو یاد دلاتا ہے جو انسان کے اندر مختلف طاقتوں کی صورت میں رکھی ہے۔ حلم ہے، ایثار ہے۔ شجاعت ہے۔ جبر ہے۔ غضب ہے۔ قناعت ہے وغیرہ۔ غرض جو فطرت باطن میں رکھی تھی قرآن نے اسے یاد دلایا یعنی صحیفہ فطرت میں کہ جو چھپی ہوئی کتاب تھی اور جس کو ہر ایک شخص نہ دیکھ سکتا تھا۔ اسی طرح اس کتاب کا نام ذکر بیان کیا۔ تاکہ وہ پڑھی جاوے۔ تو وہ اندرونی اور روحانی قوتوں اور اس نورِ قلب کو جو آسمانی ودیعت انسان کے اندر ہے۔ یاد دلاوے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے قرآن کو بھیج کر بجائے خود ایک روحانی معجزہ دکھایا تاکہ انسان ان معارف اور حقائق اور روحانی خوارق کو معلوم کرے جن کا اسے پتہ نہ تھا۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۶۰)

درخواست دعا

میری سب سے چھوٹی ہمشیرہ امۃ السمیع بیگم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب ۵۔ فروری کو دل کے آپریشن کے لئے لنڈن گئی ہیں۔ ۲۱۔ فروری کو آپریشن متوقع ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ آپریشن کامیاب ہونے اور ان کی مکمل صحت کے لئے دعا کریں۔

مریم صدیقہ

ضروری اعلان

"بچیوں کے وقف کے بارہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اصولی ہدایت کے مطابق صرف ان بچیوں کو وقفِ نو کی تحریک میں شامل کیا جائے جنکو قبل از پیدائش والدین نے وقف کیلئے پیش کر دیا ہو"

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے۔ فرماتے ہیں "تحریک، وقف عارضی کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ جو لوگ وقفِ عارضی پہ جاتے ہیں یہ اُن کو اپنے نفس کا بعض پہلوؤں سے محاسبہ کرنا پڑتا ہے۔ جانے سے قبل انہیں اپنی بعض کمزوریوں کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور دعاؤں کی طرف اُن کی توجہ مائل ہو جاتی ہے۔ یعنی وقفِ عارضی پر جانے کی جو تیاری ہے اسکا بڑا حصہ یہ ہے کہ وہ دعاؤں کی طرف متوجہ ہوتے اور اپنی دینی معلومات میں اضافہ کرتے یا انہیں تازہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جانے سے پہلے کتب کا زیادہ مطالعہ کرتے ہیں اور کچھ کتب اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں اور اپنی عقلوں اور کمزوریوں پر نگاہ رکھتے ہیں اور انہیں دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اُن کے اندر یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ دوسری جگہ جائیں تو لوگوں کے لئے نیک نمونہ بنیں، اُن کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں۔ چنانچہ وقفِ عارضی کے وفود نے دعاؤں کی برکات سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔"

(روزنامہ الفضل ۱۲ فروری ۱۹۷۶ء)

ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ حسد کا قلع قمع کرے

اقتباس از خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"میں جماعت کو متنبہ کرتا ہوں کہ اگر وہ بیرونی حاسدوں سے بچنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اندرونی طور پر حسد کا قلع قمع کریں ورنہ اس بات کا کوئی جواز نہیں ہے کہ آپ خود حاسد ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو حاسدوں سے بچائے۔ حاسدوں سے بچائے جانے کی یہ شرط رکھ دی (تم معاف کرو اور درگزر سے کام لو) یعنی تم میں حاسد کے بالمقابل صفات پائی جانی ضروری ہیں۔ حسد کے بالمقابل عفو اور درگزر کی دو صفات رکھی گئی ہیں برائی کو بعض دفعہ دیکھتے ہوئے بھی انسان اس سے اغماض کرتا ہے وہ اپنی آنکھیں پھیر لیتا ہے جبکہ حسد اُن کو نمایاں کرتا ہے۔ حسد جرم کو بخش نہیں سکتا بلکہ انتظار کرتا ہے کہ کب کوئی جُرم کرے اور میں حملہ کروں لیکن حسد کے برعکس صفات یہ ہیں کہ انسان جہاں تک خدا اس کو اجازت دیتا ہے جرم کو معاف کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم ایسا کرو گے "پھر ضرور خدا اپنے امر کو لے آئے گا اور تمہیں غلبہ عطا فرمائے گا۔"

پس قرآن کریم نے یہ جو بیچ کا راستہ دکھایا ہے اس میں سے گزرے بغیر حسد سے بچنے کی توقع رکھنا یا یہ توقع رکھنا کہ خدا کسی کو حسد سے بچالے گا یہ درست نہیں۔ قرآن کریم نے جو شرطیں بیان کی ہیں ان کو پورا کرنا پڑے گا۔ اس لئے آج کے دَور میں احباب جماعت پر پہلے سے بہت زیادہ ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ وہ ہر رنگ میں حسد سے بچیں۔ یہ ایک ایسی بُرائی ہے جس کے پردے چاک کرنا نیکی ہے۔ یہاں ستّاری نیکی نہیں۔ حسد جہاں بھی ہو اور جس بھیس میں لپٹا ہوا دکھائی دے اس کے پردے پھاڑ دئے جائیں۔ اس کو ننگا کر کے دنیا کے سامنے ظاہر کر دیا جائے کیونکہ بعض کیڑے ایسے ہیں جن کا علاج ہی دھوپ دکھانا اور ہوا لگانا ہوا کرتا ہے۔ حسد کو اگر آپ ننگا کر کے ظاہر کر دیں گے تو یہ ایسا کیڑا ہے جو پھر بچتا نہیں۔ یہ جتنا پردوں میں چھپا ہوا ہو جتنا اندھیروں میں رہے اتنا زیادہ طاقتور ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور اتنا زیادہ اس کا حملہ خطرناک ہو جاتا ہے۔ اس لئے احباب اس کا تجزیہ کرتے رہیں اور اپنے نفس کو کھنگالتے رہیں

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت۔ دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۱۔ تبلیغ ۱۳۷۰ ہش ۲۱۔ فروری ۱۹۹۱ء

حصولِ علم کے طریق

عِلم حاصل کرنے کے تین طریقے ہیں۔ یا سُن کر علم حاصل کیا جاتا ہے۔ یا دیکھ کر یا پڑھ کر۔ اور عِلم کو پختہ تر کرنے کے لئے یہ تینوں طریقے استعمال میں لانے از بس ضروری ہیں۔ اور اس وقت اس بات کا ہمیں یوں خیال آیا کہ اگلے روز ہم کچہری میں کھڑے تھے۔ آپ کو تو شاذ تجربہ نہ ہو ــ اور خدا کرے کہ نہ ہی ہو ــ وہاں تو سارا سارا دن کھڑے رہنا پڑتا ہے۔ یعنی موجود رہنا پڑتا ہے۔ ایک دوست دوسرے سے کہنے لگے کہ مَیں اپنے گاؤں گیا تھا وہاں جا کر معلوم ہوُا کہ ایک مربّی صاحب وہاں کے لئے متعیّن ہو گئے ہیں لیکن ابھی وہاں پہنچے نہیں۔ بچّے اور نوجوان احمدیت کے علم سے پوری طرح واقف نہیں اور ضرورت اس بات کی ہے کہ مربّی جلد از جلد وہاں پہنچیں اور ان بچّوں اور نوجوانوں کو احمدیت کے عِلم سے آگاہ کریں۔ یہ بات سُن کر ہمیں خیال آیا کہ عِلم کے حصول کے طریق بھی تو معلوم ہونے چاہئیں۔

جماعتوں میں درس دیا جائے۔ یہ سُن کر علم حاصل کرنے والی بات ہے۔ مختلف مواقع پر تقاریر کی جائیں اور مختلف معیار کے دوست تقاریر کریں۔ تاکہ ان تقاریر کو سُن کر علم حاصل کیا جا سکے۔ مختصر اور آسان کتابوں کی فراہمی کا سلسلہ جاری کیا جائے تاکہ بچّے اور نوجوان ان کتابوں کو پڑھ کر علم حاصل کر سکیں۔ یہ کتابیں ہر عمر کے دوستوں کے لئے الگ الگ ہونی چاہئیں۔ بچوں کے لئے نہائت آسان جو وہ پڑھیں ــ خود پڑھیں ــ تو انہیں ساری بات سمجھ آ جائے۔ اور اس طرح وہ علم حاصل کر سکیں۔ اور بڑوں کے لئے ذرا ان سے مشکل۔ ویسے مشکل کا لفظ یہاں جچتا تو نہیں لیکن اور کیا کہا جائے۔ مقصد یہ ہے کہ بچوں کی بجائے بڑوں کے پڑھنے والی کتب۔ مسائل زیادہ تفصیل سے دئے جائیں۔ اور زیادہ متنوع بھی ہوں۔ یہ علم حاصل کرنے کا ایک نہائت مفید اور ضروری طریق ہے۔ اور تیسرا طریق ہے دیکھنے کا۔ اور دیکھ کر علم حاصل کرنے کا ہے۔ اس سلسلہ میں لازم ہے کہ بچّے اور نوجوانوں کو بزرگوں سے ملایا جائے۔ مقدّس مقامات دکھائے جائیں۔ سَیر کروائی جائے۔ دنیا میں سَیر کرو تو اللہ تعالیٰ کا بھی حکم ہے۔ علم حاصل کرنے کا یہ ایک بہت عمدہ طریق ہے۔

پس ان تینوں طریق سے بچّوں اور نوجوانوں کو علم حاصل کرتے رہنا چاہیئے۔

ہے ہر اِک ذی علم کا بس یہ پیام
علم سے روشن کرو تم اپنا نام
اور دعا مانگو تو اکثر یہ کہو
اَے خدا ہم کو بنا عبد السّلام

ـــــ ابوالاقبال

⭘

خُون کی فصلیں بونے والو
اپنے آپ کو تم سمجھا لو
دنیا کا دستور یہی ہے
قدرت کو منظور یہی ہے
جَو بو کر تم جَو ہی لو گے
گندم سے محروم رہو گے
قوموں کو، افراد کو دیکھو
آباء و اجداد کو دیکھو
کس کا کیا انجام ہوُا تھا
کون بھلا ناکام ہوُا تھا
کیا کہتے ہیں کہنے والے
کون ہیں باقی رہنے والے
سَر کٹنے سے کیا ہوتا ہے
کس کا مستقبل روتا ہے
کہتی ہے تاریخ ہماری
جس کے دن صدیوں پر بھاری
ہر اِک دَور میں انسانوں نے
اپنے زعم میں فرزانوں نے
خُون کی ہولی کھیل کے دیکھی
آنکھ مچولی کھیل کے دیکھی
خنجر کو لہراتے آئے
معصُوموں پر ہاتھ اُٹھائے
لیکن اَب ہم کیا بتلائیں
خُون کی فصلیں لوگ اُگائیں
کیا وہ کاٹیں گے کچھ اور؟
دَور انوکھا ہے یہ دَور؟
اب لازم ہے ڈرتے رہیئے
اور دعائیں کرتے رہیئے
امن و اماں کا بول ہو بالا
ظلم کو دے دیں دیس نکالا

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

علمی مسائل

یعنی اے میرے رب مجھے اس دن کی رسوائی سے محفوظ رکھیو جس دن تمام لوگ اپنے اپنے اعمال کی جواب دہی کے لئے اٹھائے جائیں گے اور جس دن انسان کو نہ اس کا مال نفع دے گا اور نہ اُس کے بیٹے اس کے کسی کام آئیں گے۔ ہاں وہی شخص فائدہ میں رہے گا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ایک پاک اور بے عیب اور مطمئن دل لے کر حاضر ہوگا۔ یہ ظاہر ہے کہ دل تبھی مطمئن ہوتا ہے جب انسان کو یقین ہو کہ اس نے اپنی پیدائش کے مقصد کو حاصل کر لیا ہے۔ اور اسے اپنے انجام کے متعلق کوئی اضطراب لاحق نہ ہو۔ مگر یہ یقین اللہ تعالیٰ کے تعلق کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس قلب سلیم درحقیقت اس شخص کو میسر آتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق پیدا کر لیتا ہے ورنہ ظاہری مال و دولت کسی انسان کو مطمئن نہیں کر سکتا۔

یورپین قوموں کو دیکھ لو مال و دولت کے لحاظ سے دُنیا کی کوئی قوم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مگر ہر قسم کی طاقت اور جتھے اور مال کے باوجود ان کے اندر ایک احساس کمتری پیدا ہو رہا ہے۔ اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی چیز ایسی ہے جو ان کے پاس نہیں بلکہ ایشیائیوں کے پاس ہے۔ یہ احساس کمتری ابھی ان میں اتنا نمایاں نہیں کہ بڑوں اور چھوٹوں سب لوگوں میں پایا جائے۔ لیکن تاہم ان کے اندر ایک طبقہ ایسا پیدا ہو گیا ہے۔ جو سمجھتا ہے کہ ان کے پاس دولت بھی ہے مال بھی ہے لیکن انہیں دل کا چین نصیب نہیں۔ وہ لوگ شرابیں پیتے ہیں، سینما دیکھتے ہیں، ناچ اور گانوں میں دن رات کا ایک بڑا حصّہ بسر کرتے ہیں لیکن جب نشہ اُتر جاتا ہے اور وہ چارپائی پر جاکر لیٹتے ہیں تو انہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اندر کوئی خلا پایا جاتا ہے اور وہ خلا سوائے تعلق باللہ اور دین کے اور کوئی چیز پُر نہیں کر سکتی۔ دُنیا کی ہر نعمت کو حاصل کر لینے کے بعد بھی ان کے اندر یہ بے چینی ہوتی ہے کہ کوئی چیز ایسی ہے جو انہیں حاصل نہیں۔ اور وہ انہیں حاصل ہونی چاہئے دراصل خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کا وصال ایک ایسی نعمت ہے کہ جب وہ کسی شخص کو میسر آجاتی ہے۔ تو دُنیا کے سارے غم مٹ جاتے ہیں اور اسے کوئی حسرت باقی نہیں رہتی۔ عارضی غم بے شک آتے ہیں مثلاً اگر کسی شخص کو کانٹا چبھ جائے تو اس کے نتیجے میں اسے درد تو ہوتا ہے لیکن اسے کوئی شخص بیماری نہیں کہہ سکتا۔ اسی طرح عارضی تکلیفیں اور غم تو ایسے انسان پر بھی آتے ہیں لیکن یہ غم ان کے راستے میں روک نہیں بنتے۔ اور اپنے اپنے درجہ کے مطابق انہیں اطمینان اور سکون حاصل رہتا ہے اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انسانی جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب وہ ٹھیک ہوتا ہے تو سارا انسانی جسم ٹھیک ہو جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو سارا انسانی جسم خراب ہو جاتا ہے۔ پھر فرمایا۔ سنو وہ گوشت کا لوتھڑا دل ہے۔ بعض لوگوں نے خصوصاً اس زمانہ کے سائنسدانوں نے کہا ہے کہ وہ چیز جو انسانی اعمال و افعال اور ارادوں اور خواہشات کو مضبوط کرتی ہے اور انہیں ایک نظام کے نیچے لاتی ہے وہ دل نہیں بلکہ دماغ ہے۔ اور سائنس دانوں سے ڈر کر بعض مسلمان علماء نے بھی قرآن کریم کی بعض آیات کی ایسی تفسیر شروع کر دی ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قلب سے مراد قلب انسانی نہیں بلکہ اس سے مراد وہ مقام ہے جو انسانی جسم پر حکومت کرتا ہے۔ چاہے وہ دماغ ہی ہو۔ لیکن میرے نزدیک یہ توجیہہ محض ڈر کی وجہ سے کی گئی ہے۔ ورنہ جہاں تک قرآن کریم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ میرے نزدیک قلب سے مراد یہی چیز ہے جو سینہ میں ہوتی ہے اور اس چیز کو دماغ قرار دینا محض دھینگا مشتی ہے۔ بہرحال اس حدیث سے ظاہر ہے کہ انسانی اعمال کی صفائی دل کی صفائی کے ساتھ وابستہ ہے۔ تم اپنے ہاتھ کی صفائی کر کے پاک نہیں ہو سکتے تم اپنے مُنہ کی صفائی کر کے پاک نہیں ہو سکتے۔ تم اپنے سر کی صفائی کر کے پاک نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ پاکیزگی کا منبع دل ہے۔ لیکن اگر تم اپنے دل کی صفائی کر لو تو اللہ تعالیٰ کے حضور تم ایک مطمئن دل لے کر حاضر ہو گے۔ ہمارا خالق اور مالک جس نے مخلوق کو پاکیزگی کے حصول کے لئے پیدا کیا ہے اس کے نزدیک سب سے مقدم دلوں کی پاکیزگی ہے۔ کیونکہ تقویٰ کا درخت اسی زمین میں پرورش پا سکتا ہے جو پاک اور صاف ہو۔ ناپاک دل اس کی صفات کی جلوہ گاہ نہیں ہو سکتا اور نہ ناپاک ہاتھ اس کے عرش کے پائے کو چھو سکتے ہیں۔ (کبیر ص ۲۰۳)

ڈلہوزی سے تقریباً ۱۲ میل کے فاصلے پر ایک جگہ ہے جس کو کھجیار کہتے ہیں اس پر ایک تالاب ہے۔ اور اس تالاب میں ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے جو تیرتا پھرتا ہے۔ معلوم نہیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ کی قدرت سے وہ حصہ زمین سے علیحدہ ہو گیا۔ اس جزیرے میں گھاس اور مٹی کے سوا کچھ نہیں۔ وہ تالاب جس میں وہ جزیرہ تیرتا ہے قریباً ۲۰۰ فٹ لمبا اور اتنا ہی چوڑا ہے۔ اور وہ جزیرہ ۳۰۔ ۳۵ فٹ کے قریب لمبا چوڑا ہے اور ہوا کے چلنے سے ہلتا اور ایک طرف سے دوسری طرف چلا جاتا ہے۔ ہندوؤں کا یہ اعتقاد ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا کوئی خاص کرشمہ ہے وہاں ایک مندر ہے جو ایک سادھو کی یادگار کے طور پر بنایا گیا ہے۔ اس سادھو کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اس تالاب کی تہہ کا پتہ لگانے کے لئے ۸۰ سال تک رسی بٹ بٹ کر اس میں ڈالتا رہا لیکن باوجود ۸۰ سال تک رسی بٹنے کے وہ رسی پانی کی تہہ تک نہ پہنچی۔ آخر اس سادھو نے "ہی تو پرمیشر ہے" کہہ کر اس تالاب میں چھلانگ لگا دی اور ڈوب گیا۔

ایک دفعہ ہم کھجیار گئے۔ تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس جزیرے پر چڑھنا چاہئے۔ چنانچہ میں نے ایک دوست سے کہا کہ ہمت کرو اور یہ جو تختے اور گیلیاں ارد گرد پڑی ہیں اٹھا لاؤ تاکہ ان کے ذریعے ہم جزیرہ کے زیادہ قریب ہو جائیں۔ اس وقت کوئی ہندو یا سرکاری افسر وہاں نہیں تھا۔ جو ہمیں جزیرہ پر چڑھنے سے روکتا۔ ایک گیلی ہم نے تالاب پر ڈالی اور اس سے کہا کہ تم اس کے ساتھ چمٹ جاؤ۔ ہم گیلی کو دھکا دیں گے اور تم جزیرے پر پہنچ جاؤ گے۔ اور ساتھ چپو بھی دے دیا کہ اگر ضرورت ہو تو اس سے کام لے لینا۔ چنانچہ ہم نے گیلی کو دھکا دیا۔ اور وہ دوست جزیرے تک پہنچ گئے۔ اور اس کو آہستہ آہستہ ہمارے پاس لے آئے جب جزیرہ ہمارے پاس آگیا تو میں نے کہا یہ موقعہ ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام بلند ہو۔ اس سے پہلے کسی نے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام بلند نہیں کیا۔ چنانچہ ہم اس جزیرہ پر چڑھ گئے اور خوب (اللہ کا نام بلند کیا) اس بات کا علم ہونے کے بعد گورنمنٹ نے یہ قانون بنا دیا کہ کسی شخص کو اس جزیرہ کو کھینچنے یا اس پر چڑھنے کی اجازت نہیں اب بے شک یہ قانون بن جائے۔ لیکن ہم نے تو اس پر (اللہ کا نام بلند) کیا جب ہم (ایسا کر رہے تھے) تو مندر کا ایک پجاری آگیا۔ کیونکہ ہمیں روکنے کی اس میں جرأت نہ تھی اس لئے وہ ہمیں ڈرانے کے لئے کہنے لگا کہ اس جزیرہ پر ایک بہت بڑا سانپ رہتا ہے۔ خطرہ ہے آپ میں سے کسی کو کاٹ نہ کھائے۔ میں نے کہا سانپ کاٹتا ہے تو کاٹنے دو۔ مگر ہم اس پر (اللہ کا نام ضرور بلند کریں گے) کیونکہ (ایمان لانے والے) کے دل میں یہ تڑپ ہوتی ہے کہ میں وہاں اللہ کا نام بلند کروں جہاں کسی نے بھی نہیں کیا۔ پس اپنے اندر ابراہیمی جذبہ پیدا کرو اور جو ملک آباد ہیں ان میں (تربیت) کے لئے نکل جاؤ۔ اور جو ملک غیر آباد ہیں وہاں اپنے بچوں کو بسا دو۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی اولاد عرب میں بسا دی۔ تاکہ جب بھی عرب آباد ہو تو ان کی اولاد ان میں اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرنے والی ہو۔ یہ گوبی ڈیزرٹ یا دوسرے غیر آباد علاقے جو آج بیابان اور ویران نظر آتے ہیں تم ایسے علاقوں کو آباد کرو۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بجلی سے چلنے والی مشین یا کلیں ایسی نکال دے جن کے ذریعے یہ علاقے بھی آباد ہو جائیں اور یہ کوئی بعید از قیاس بات نہیں۔ کیونکہ باقی غیر آباد علاقے بھی تو پہلے اسی طرح ویران تھے۔ پس جہاں امریکہ افریقہ انگلستان جرمن، اٹلی اور دوسرے آباد ممالک میں ہمارے مربی جائیں وہاں ساتھ ہی ہمیں یہ بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ گوبی جیسے ریگستانوں اور ہندوستان کے ریتیلے علاقوں یا عرب کے غیر آباد علاقوں میں بھی ہم احمدیوں کو بسا دیں۔ تاکہ جب بھی وہ علاقے آباد ہوں وہاں احمدیوں کی نسل موجود ہو۔ جو ان میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بلند کرے۔ ابراہیمی طریق تو یہی ہے۔ کہ جو ملک آباد ہیں۔ ان میں اپنے مربی بھیجو۔ اور جو ملک غیر آباد ہیں وہاں اپنی نسلیں بسا دو۔ یہ ایسا جذبہ ہے کہ اس کے ماتحت جو قدم بھی تم اٹھاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے گا۔ اور تمہارے ساتھ وہی سلوک کرے گا۔ جو اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے کیا۔

(کبیر ۱۹۴)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف

نقوشِ جاوداں

شاعر عبدالسلام اختر

ہمارے نہایت پیارے دوست محترم عبدالسلام صاحب اختر ایم - اے - جو اب ہم میں نہیں ہیں - کا مجموعۂ کلام "نقوشِ جاوداں" پیشِ نظر ہے۔ اس مجموعہ کے متعلق حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) نے ۷۰-۱۱-۲ کو فرمایا "برادرم عزیزم عبدالسلام صاحب اختر نے آج مجھے اپنی چند نظموں کا مجموعہ بھیجا ہے۔ اس کو دیکھ کر دل نہایت خوش ہوا - ایک مخلص احمدی کی شاعری اس راہ پر چلتی ہوئی نہایت ہی پیاری معلوم ہوتی ہے - اس مجموعے میں آں عزیز نے سیرت (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) اور آپ کے اپنے محبوب آقا پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق بے نظیر نیز اخلاق حسنہ اور دیگر ایسی ہی روایات کو اشعار کے سانچے میں احسن طور پر ڈھال کر پیش کیا ہے۔ خدا تعالیٰ مقبول و مؤثر بنائے اور جزائے خیر بخشے - (اے خدا تو ایسا ہی کر)""

محترم اختر صاحب نے حرفِ آغاز میں تحریر کیا -

(وہ خیال ایک بیج تھا (مصنف شاہنامہ اسلام حفیظ جالندھری کی ایک نظم سنگم) جو رفتہ رفتہ پرورش پاتا رہا آج اس کا ایک پھل "نقوشِ جاوداں" کی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے معلوم نہیں یہ کوشش کہاں تک کامیاب ہوئی ہے - یا یہ کہ میں کس حد تک اس کا اہل ثابت ہوا ہوں مگر مقصد بالکل واضح ہے کہ (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی عظیم شخصیت کی سیرت کو دل و نگاہ میں اس رنگ میں اجاگر کیا جائے کہ نیکی کی خفتہ قوتیں بیدار ہو جائیں اور پڑھنے والا نیکی کے عمل میں ایک حظ محسوس کرنے لگے - میں نے سیرت کی ان تمام روایات اور واقعات کی بنیاد اولاً حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم - اے کی تصنیف کردہ سیرت حصہ اول، دوم اور سوئم پر رکھی ہے اور اس کے بعد رفقائے (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی مختلف جلدوں میں سے بعض چیدہ چیدہ واقعات جو حضور کی سیرت کے نمایاں پہلوؤں سے تعلق رکھتے ہیں نظم کئے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے قلم کی خوبی یہ ہے کہ آپ کا اندازِ تحریر نہ صرف ادبی حسن اپنے اندر رکھتا ہے۔ بلکہ آپ دوسرے فرقوں کے بزرگوں اور اہل علم حضرات کا ذکر بھی کمال عظمت اور غیر جانبداری کے ساتھ کرتے ہیں جس سے ایک خاص قسم کی کشش پیدا ہوتی ہے - سر سید مرحوم بانی علی گڑھ یونیورسٹی کے متعلق روایت اس کی ایک مثال ہے - اس مختصر مجموعے کی اشاعت کے سلسلے میں مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل مدیر الفرقان کا ممنون ہوں کہ آپ نے تقریباً اڑھائی برس تک ان روایات کو ہر ماہ نہایت باقاعدگی کے ساتھ ایک ایک کرکے الفرقان میں شائع فرمایا اور اس طرح پڑھنے والوں کے دلوں میں ایک لذت مطالعہ پیدا کی - اکثر دوستوں نے مجھے خطوط کے ذریعے اپنے دلی تاثرات سے آگاہ فرمایا - غائبانہ طور پر تحسین اور دعا کے ذریعے میری حوصلہ افزائی فرمائی - اور اس طرح عملی طور پر میرے ذہن اور قلم کی تقویت کا موجب ہوتے رہے - اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کو اور دعا کرنے والے ان بزرگوں کو اور دوستوں اور بھائیوں اور بہنوں کو اپنی طرف سے جزائے عظیم عطا فرمائے (اے خدا تو ایسا ہی کر)

میں یہاں خاص طور پر محترم جناب میاں عبدالسمیع صاحب نون ایڈووکیٹ سرگودھا کا بھی ممنون اور شکر گزار ہوں کہ میرے جیسے بے نوا مسافر کے لئے انہوں نے عملی طور پر اس مجموعے کی اشاعت کے سامان بہم پہنچائے اور کمال ادب فہمی اور سخن نوازی سے کام لیتے ہوئے اس کی اشاعت کو ممکن بنا دیا - اللہ تعالیٰ ان کے دامنِ دولت کو سعادت و برکت سے منور کرے اور انہیں ہمیشہ اپنی حفظ و امان میں رکھے (اے خدا تو ایسا ہی کر)

میں یہاں بالخصوص اپنے دو بھائیوں کے لئے جو اس وقت انگلستان میں مقیم ہیں دعا کی تحریک کرنا چاہتا ہوں عزیزم جناب منصور احمد خان صاحب اور عزیزم جناب منور احمد صاحب تمیؔ (گلاسکو) اللہ تعالیٰ میرے ان بھائیوں کو جو ہزاروں میل دور ہوتے ہوئے بھی میرے روز و شب کے جذبات کا حصہ ہیں اپنی نعمتوں میں سے وافر حصہ عطا فرمائے - اور انہیں ہمیشہ اپنی حفظ و امان میں رکھے - وہ مجھے نہیں بھولے حالانکہ اس دنیا میں اکثر بھائی بھول جایا کرتے ہیں - دوستی کا تو ذکر ہی کیا وہ تو ہوتی ہی بے وفائی کے لئے ہے - مگر بندگانِ خدا وہ ہیں جو بندگانِ خدا کو پہچانیں کہ صرف وہی عظمت کے لائق ہیں اللہ ان کی عظمت کو دوبالا کرے (اے خدا تو ایسا ہی کر) اور کیا کہوں۔

سیرت کے ان واقعات کو منظوم کرکے میں نے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور محبوب بندوں سے محبت کی ایک طرح ڈالی ہے - کہ یہ وجدانی تعلق بسا اوقات ایک قلبی ہم آہنگی پیدا کرنے کا موجب ہو جاتا ہے - اور پیار اور تبسم کی یہ دور کی جھلک بھی انسان کو اس کے محبوب کے قریب لے آتی ہے - میری دعا ہے کہ میرا خدا اسے قبول فرمائے اور میری عمر بھر کی لغزشوں اور غفلتوں کو معاف فرما دے کہ حقیقتاً وہی بخشنے والا اور کوتاہیاں دیکھ کر بھی احسان کرنے والا ہے""

اس ۷۲ صفحات کے مختصر سے مجموعے میں جن نظموں کو شامل کیا گیا ہے - ان میں سے بعض یہ ہیں -

یہی مقصود میری التجا کا ہے نوا کا ہے
حسنِ تعارف -

سیرت حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کا نمایاں ترین پہلو - مہمان نوازی اور دلجوئی کی ایک نادر مثال - گورداسپور کی عدالت کا ایک واقعہ - سرسید کا دعا کے ثمرات سے انکار (ایمان لانے والے) کے پس خوردہ میں بھی شفا ہوتی ہے - علم توجہ کا ایک دلچسپ واقعہ - پنڈت لیکھرام کا سلام عرض کرنا - زمینی عدالتوں کے سامنے سچ بولنے پر تعزیریں ہیں - اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں نیکی ودیعت کی ہے - حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) کا واقعہ (زندگی اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دینے کا) مضمون بالا رہا - جلسہ مذاہب میں تائید غیبی کا ظہور - (حضور، بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی مجلسی زندگی کا ایک واقعہ - عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مختصر مگر اثر انگیز واقعہ - عبدالکریم نامی ایک حیدرآبادی طالب علم کی شفایابی کے متعلق - دلجوئی، دلنوازی اور دین حق کی مساوات کا حیرت انگیز نمونہ - تاریخ رفقائے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک انمول واقعہ - اور ایسی ہی ایک دو اور نظمیں - جس سلاست اور روانی سے یہ نظمیں کہی گئی ہیں وہ محترم عبدالسلام صاحب اختر کی اردو زبان اور نظم پر پوری گرفت کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔

ہمیں یاد ہے کہ جب محترم اختر صاحب اور ہم دہلی میں جنگ کے دنوں میں ملازمت کرتے تھے تو وہاں خواجہ نواب محمد شفیع صاحب کی ہفتہ وار ادبی مجالس میں ہم دونوں کو جانے کا موقعہ ملتا تھا - کئی سال اس مجلس میں شرکت کی - وہیں ہندوستان کے بڑے بڑے ادیبوں اور شعراء سے ملاقاتیں ہوئیں - اور وہیں شعر و شاعری سے لگاؤ میں جلا پیدا ہوئی - ہر ہفتے ایک نئی نظم کہہ کر وہاں سنائی جاتی تھی اور اپنی استعداد کے مطابق حاضرین سے داد بھی وصول کی جاتی تھی - اس محفل میں شامل ہونے والوں میں کچھ لوگ تو پرانے ادیب اور شاعر ہوتے تھے - اور کچھ نو واردانِ سخن - ان نو واردانِ سخن میں سے بھی بعض نے بعد میں بہت نام پیدا کیا - اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے محترم اختر صاحب نے بھی احمدیہ جماعت کے ذوق کے مطابق شعر کہہ کر جماعت میں اپنا ایک مقام پیدا کر لیا ہمیں ان کی دوستی پر فخر رہا اور رہے گا۔ وہ بہت اچھے شاعر تھے اور یہ خوبی انہیں اور بھی نمایاں کر دیتی تھی کہ وہ جو کچھ کہتے تھے اپنی جماعت کے لئے کہتے تھے انہیں کبھی اس بات کی خواہش نہ پیدا ہوئی کہ وہ اس اسلوب کو اپنائیں جس پر چل کر دیگر ادیب اور شاعر اپنا نام پیدا کرنا چاہتے ہیں - ہمارا خیال تو یہ ہے کہ محترم اختر صاحب کو نام پیدا کرنے کی طرف کبھی توجہ نہیں پیدا ہوئی وہ ہمیشہ اپنے دینی اور مذہبی ذوق کی تسلی اور تشفی کے لئے لکھتے تھے نہ کسی کی تنقید کی پرواہ اور نہ کسی سے داد و تحسین حاصل کرنے کی توقع - اللہ تعالیٰ نے ان کے کلام کو نوازا اور انہوں نے ایسی ایسی نظمیں کہیں جو احمدیت کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رہیں گی - "نقوشِ جاوداں" کو ہی لے لیجئے کہ اس کی ہر نظم ایسی ہے جس سے ان کی دینی رغبت اجاگر ہوتی ہے آج محترم اختر صاحب ہم میں نہیں ہیں لیکن ان کی یہ نظمیں اور ان کے علاوہ دیگر کلام جو شائع ہو چکا ہے ہمیشہ زندہ رہے گا - خدا کرے کہ ایسا ہی ہو ::

اپنے بچوں کو نماز کا عادی بنائیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرنٹیئر پوسٹ ۔ لاہور

ایک شہری کا خط

آغا خان کے قول کے مطابق قائد اعظم بسمارک کے پائے کے سیاست دان تھے۔ بیسویں صدی میں کوئی بھی شخص ان کی دانشمندی اور ذہانت میں برابری کا دعویٰ نہ کر سکا۔

۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان دستور ساز اسمبلی سے اپنے پہلے خطاب میں انہوں نے بڑے زور دار الفاظ میں کہا کہ

"آپ پاکستان کی اس مملکت میں اپنی مساجد یا دوسری عبادت گاہوں میں جانے کے لئے آزاد ہیں۔ آپ کا مذہب، فرقہ یا مسلک چاہے کوئی بھی ہو، حکومت کے کاروبار سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو گا۔ ہم اس بنیادی اصول کے تحت اپنا سفر شروع کر رہے ہیں۔ کہ ہم سب اس ریاست کے نہ صرف شہری ہیں بلکہ برابر کے شہری ہیں۔

یہ کوئی اتفاقی یا عام قسم کا اعلان نہیں تھا بلکہ یہ اس اسمبلی کے پلیٹ فارم سے دیا گیا۔ ایک پالیسی بیان تھا۔ جس نے اس نئے ملک کے لئے ایک دستور بنانا تھا۔

درحقیقت یہ بیان اس بننے والے دستور کے لئے بنیاد کی حیثیت رکھتا تھا۔

افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ملک کی سیاسی پارٹیوں نے، چاہے وہ اقتدار میں ہوں یا حزب اختلاف سے تعلق رکھتی ہوں۔ سوائے چند ایک استثناء کے، اپنے منشور میں اس اعلان کی روح کو کبھی پیش نظر نہیں رکھا۔

پاکستان کے سیاست دان رجعت پسند طاقتوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن چکے ہیں۔ اور نہ چاہتے ہوئے بھی ان نظریات کا اظہار کر رہے ہیں۔ جو قائد اعظم کے افکار کے بالکل خلاف ہیں۔ اور علی الاعلان یہ کہہ رہے ہیں کہ پاکستان کا نظریہ اور اس کی بنیاد ایک مذہبی ریاست کے طور پر رکھی گئی تھی۔

پاکستان کی کسی بھی گورنمنٹ یا پاکستان کے کسی بھی سربراہ حکومت نے قائد کے اس فیصلے پر زور نہیں دیا کہ پاکستان کو ایک ایسی ریاست بنایا جائے گا۔ جسمیں تمام شہریوں کو ہر قسم کے امتیاز اور تفریق کے بغیر برابر کے حقوق حاصل ہوں گے اور ہر شہری کو ایک جیسا قانون کا تحفظ حاصل ہو گا۔ بلکہ برخلاف اسکے ہوا یہ کہ دستور میں اس قسم کی شقیں شامل کر دی گئیں اور ایسے قوانین بنا دیئے گئے۔ جو کہ قائد کے ان بیانات اور نظریات کے بالکل الٹ تھے۔ اور جنہوں نے اقلیتوں کو دوسرے درجے کے شہری بنا دیا ہے۔ مارشل لاء کے دوران دستور میں کی گئی۔ بعض ترمیمیں اور اسی دور میں جاری کئے گئے بعض قوانین نہ صرف قائد اعظم کے تصور پاکستان کیخلاف ہیں بلکہ بنیادی انسانی حقوق کے عالمی اعلان کے بھی خلاف ہیں۔ جب تک تمام سیاسی پارٹیاں اور سیاسی لیڈر سنجیدگی سے اور ظاہر و باہر طور پر یہ اعلان نہیں کریں گے کہ وہ ایسے تمام قوانین کو جو مذہب کی بنیاد پر ملک کے شہریوں کے درمیان تمیز کرتے ہیں، ختم کر دیں گے، ان کا قائد اور اس کے بتائے ہوئے حکومت چلانے کے اصولوں کو خراج تحسین ادا کرنا بالکل منافقانہ اور اپنے تعصبات کو اپنے پالتو ملاؤں کے خوف پر پردہ ڈالنے کے مترادف ہو گا۔

ان کی توجہ قرآن مجید کی سورۃ ۶۱ کی آیات دو اور تین کی طرف دلانا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔

"اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں یہ بات انتہائی قابل نفرت ہے کہ کوئی شخص وہ بات کہے جس پر وہ خود عمل نہیں کرتا۔"

اس آگ نے جو قائد کی وفات کے چند ہی برسوں بعد لگائی گئی تھی۔ صرف ۲۵ سال کی قلیل مدت میں ہمارے آدھے ملک کو جلا کر راکھ کر دیا۔ اور آج بھی وہی آگ بقیہ نصف کو نگلنے کے لئے تیار ہے۔

جو اصول قائد نے ہمیں دیا تھا۔ وہ اس آگ میں جل کر کوئلہ بن گیا ہے۔ یہ آگ تبھی بجھائی جا سکتی ہے۔ جب ہم پھر قائد کے اسی فرمان کو سنکر اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں کہ کاروبار حکومت میں مذہب، فرقہ یا عقیدہ کا کوئی دخل نہیں ہو گا۔

عزیز احمد ایڈووکیٹ
لاہور

(روزنامہ فرنٹیئر پوسٹ لاہور ۶ دسمبر ۱۹۹۰ء ص ۶)

بقیہ: ص ۶ سے آگے

کے لئے دعا۔ اور پسماندگان کے لئے بہتر صبر کی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کا ہمیشہ حافظ و ناصر رہے۔ خدا کرے کہ ان کی اولاد باپ کی بہتر وارث ثابت ہو۔ احمدیت کے رنگ میں رنگین رہیں۔

مولانا غلام باری سیف

حضرت براءؓ بن مالک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد صحابہ کرام کا نام براءؓ تھا۔ ان کی ولدیت سے ان میں امتیاز کیا جاتا ہے براءؓ بن اوس، براءؓ بن عازب، براءؓ بن قبیصہ، براءؓ بن مالک اور براءؓ بن معرور کا ذکر ابن اثیر نے اپنی کتاب اسد الغابہ میں کیا ہے۔

حضرت براءؓ مشہور صحابی خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس کے سگے بھائی تھے حضرت انسؓ کی عمر ہجرت مدینہ کے وقت دس سال تھی۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ دس سال تک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا۔ آپ نے مجھے کبھی اف تک نہیں کہا۔ نہ کسی کام کے بارہ میں جو میں نے کیا یہ فرمایا ایسا تم نے کیوں کیا۔ اور جو کام میں نے نہ کیا اس کے بارہ میں یہ فرمایا تم نے یہ کیوں نہیں کیا۔ (شمائل ترمذی ص ۲۵)

یہ روایت جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ سیرت اور حسن اخلاق پر دلالت کرتی ہے۔ وہاں حضرت انس کی زیرکی پر بھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس خادم سے بہت پیار اور بے تکلفی کا سلوک فرماتے کبھی "یا ذالاُذُنین"، اے دو کانوں والے کہہ کر خطاب فرماتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی۔ اللہ! اسے اولاد اور مال کی کثرت عطا فرمانا۔ چنانچہ بوقت وفات ان کی نسل کی تعداد سو افراد سے متجاوز تھی۔ سو سال کے قریب عمر پائی اور بصرہ میں دفن ہوئے۔ براءؓ ان کے بھائی تھے۔ ان کی والدہ کا نام رمیصاء اور کنیت ام سلیم تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کشف میں انہیں جنت میں دیکھا تھا۔ نیک خاتون تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی جنگوں میں شریک ہوئیں۔

براءؓ کے نانا کا نام ملحان تھا۔

براءؓ کو اکثر غزوات میں شریک ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ بہت بہادر اور جرأت مند تھا۔ دشمن کی صفوں میں دور تک گھس جاتے۔ حضرت عمرؓ ان کے اس تہور کی وجہ سے انہیں قائد لشکر مقرر نہ فرماتے کہ یہ لشکر کو موت کے منہ میں جھونک دیں گے۔ جب مسیلمہ کے ساتھ جنگ ہوئی۔ مسیلمہ نے ارض یمامہ میں ایک باغ میں پناہ لے رکھی تھی جس کے گرد اونچی دیوار تھی۔ مسیلمہ کا قبیلہ بنو منیف بڑی بے جگری سے لڑ رہا تھا۔ حضرت براءؓ نے کہا مجھے تم باغ کی دیوار پر چڑھا دو لشکریوں نے ایسا ہی کیا۔ براءؓ نے دیوار پر چڑھ کر اندر چھلانگ لگائی اور لڑتے بھڑتے دروازہ کھول دیا۔ صحابہؓ باغ کے اندر گھس گئے گھمسان کا رن پڑا۔ جس کے نتیجہ میں مسیلمہ قتل ہوا۔ اس کے بعد ہی اس باغ کا نام حدیقۃ الموت "موت والا باغیچہ" پڑا۔ اس معرکہ میں براءؓ کے جسم پر اسی ۸۰ سے اوپر تلوار تیروں اور نیزوں سے زخم آئے۔ چنانچہ ایک ماہ تک خالد بن ولید ان کے علاج کے لئے یہیں ٹھہرے رہے (اسد الغابہ جلد ۵ ص ۱۶۰)

حضرت براءؓ کی آواز بہت اچھی تھی۔ سفروں میں یہ حدی پڑھتے جس سے اونٹوں کی رفتار تیز ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو ہی حدی خوان انجشہ تھے۔ ایک روز انجشہ کی حدی سے اونٹ اتنے تیز ہوئے کہ قریب تھا کہ خواتین سواریوں سے گر جائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ماجرا دیکھا تو فرمایا انجشہ خیال کرو۔ سواریوں پر آبگینے ہیں (بخاری جزو الربع مصری کتاب الادب ۵۲-۵۷-۵۸)

براءؓ کے بارہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بعض پراگندہ ہیئت خاک آلود خدا کی قسم کھا کر کوئی بات کہہ دیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کی لاج رکھ لیتا ہے۔ چنانچہ ایران سے جنگ کے دوران ایک روز اسلامی لشکر نے براءؓ سے کہا آج آپ خدا کی قسم کھا کر حملہ کریں۔ لکھا ہے اس روز براءؓ نے کہا۔

اے اللہ تیری قسم۔ پروردگار اپنے نبی کا تو نے زمانہ عطا فرمایا اور ان سے ہماری مٹھ بھیڑ کروائی (اسد الغابہ جلد اول ص ۱۷۲)

یہ کہہ کر براءؓ نے حملہ کیا لشکر نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ براءؓ دشمن کے لشکر میں گھس گئے۔ وہ ہر طرف موت بکھیر رہے تھے۔ سو سے زیادہ ایرانی ان کے ہاتھوں کھیت رہے "مرزبان" سپہ سالار لشکر ایرانیاں قتل ہوا۔ اور براءؓ کے جسم پر اسی ۸۰ سے زائد زخم آئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلاتبصرہ — امریکی محکمہ خارجہ کی سالانہ رپورٹ

پاک فوج نے ۱۹۹۰ء کے انتخابات کی بھرپور حمایت کی تھی

پولیس وحشیانہ تشدد کے ذریعے بیگناہوں سے بھی اقرار جرم کرا لیتی ہے

قیدیوں سے وحشیانہ سلوک کیا جاتا ہے حدود آرڈیننس کا سب سے زیادہ شکار عورتیں ہوتی ہیں

واشنگٹن (ریڈیو رپورٹ) جب ۶ اگست کو صدر غلام اسحٰق خان نے بے نظیر بھٹو حکومت کو سبکدوش کر کے ملک میں قومی انتخابات کا اہتمام کیا اور بالآخر نئے وزیر اعظم میاں نواز شریف کی قیادت میں ملک کی نئی حکومت نے حلف اٹھایا تو ملک میں ہنگامی حالت کو ختم کر دیا گیا مبصرین کے خیال میں پاکستان کی ابھرتی ہوئی جمہوریت سے متاثر ملکی افواج جزوی طور پر بھٹو حکومت کے خاتمے کی ذمہ دار سمجھی جاتی ہیں۔ لیکن بہر حال اُس نے ۱۹۹۰ء کے ۲۴ اور ۲۷ اکتوبر کے انتخابات کے انعقاد کی بھرپور حمایت کی امریکی محکمہ خارجہ کی حقوق انسانی سے متعلق سالانہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ۱۹۹۰ء میں حکومت کی دستبرداری تک بے نظیر بھٹو کی حکومت نے حقوق انسانی کے بعض شعبوں میں خاصی پیش رفت کی تھی مارشل لاء کے تحت قید اور سیاسی قیدیوں کی رہائی کے انتظامات مکمل کئے گئے تھے پاکستانیوں کے لئے ملک سے باہر آنے جانے پر بھی پابندیاں ختم کر دی گئی تھیں اور سوائے جنوبی افریقہ یا اسرائیل کے سوا پاکستانی حکومت کی اجازت کے بغیر ہر جگہ آ جا سکتے تھے۔ لیکن حقوق انسانی کی رپورٹ کے مطابق اس دور میں اصلاحات نہ ہونے کے برابر ہیں سندھ اور اس کے قبائلی علاقوں میں فسادات اور تشدد جاری رہا اور نظم و نسق کا تقریباً فقدان نظر آیا پولیس آج بھی پہلے کی مانند قیدیوں کے ساتھ وحشیانہ برتاؤ کرتی ہے اور متعلقہ حکام بلا روک ٹوک من مانیاں کرتے ہیں رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ غیر قانونی ہتھیاروں کی فراوانی اور با آسانی فراہمی نے صوبائی تعصب کو بھڑکا دیا ہے اور سینکڑوں افراد کو موت کی نیند سلا دیا گیا ہے لیکن پولیس کی کمزوری اور قاتلوں کا سیاسی لیڈروں پر اثر و رسوخ کسی مجرم کو کیفر کردار تک پہنچانے میں بہت بڑی رکاوٹ مانا جاتا ہے

جیلوں میں بند سیاسی اور غیر سیاسی قیدیوں پر پولیس کے تشدد کا یہ عالم ہے کہ صرف کراچی کی جیل میں گذشتہ برس ۵ افراد پوچھ گچھ کے دوران ہلاک ہو گئے تھے قیدی مردوں اور عورتوں کے ساتھ پولیس کا سلوک ناقابل بیان حد تک وحشیانہ ہو جاتا ہے۔ بعض معاملات میں پولیس والوں کی جانب سے خواتین کی عصمت دری کے واقعات بھی سامنے آئے ہیں مگر حکومت نے ان واقعات کی تحقیقات کے لئے ایک دفتر قائم کر رکھا ہے مگر وہ شاذ و نادر ہی پولیس کے خلاف ان شکایات کی مکمل چھان بین کرتا ہے۔

حقوق انسانی کے متعلق محکمہ خارجہ کی اس رپورٹ میں ۱۹۷۹ء میں مرکزی حکومت نے اسلامی شریعت کی بنیاد پر حدود آرڈیننس نافذ کیا تھا جس کا سب سے زیادہ شکار پاکستانی عورتیں ہوتی ہیں اور حکومت ان زیادتیوں کا اعتراف کرنے کے باوجود ابھی تک ان میں ترمیم نہیں کر پائی ہے کہا جاتا ہے کہ اس وقت پاکستان کی جیلوں میں ان قوانین کے تحت ۳ ہزار سے زیادہ عورتیں بند ہیں ستم ظریفی یہ ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی غیر اخلاقی حرکتوں سے تنگ آ کر اس کی شکایت کرے یا اس سے طلاق لینا چاہے تو اس پر فاحشہ ہونے کا مقدمہ دائر کیا جا سکتا ہے۔ گزشتہ اگست میں صرف لاہور شہر میں حدود آرڈیننس کے تحت ۱۱۹ عورتوں کو جیل میں بند کر کے مقدمہ چلانے کی کارروائی شروع کی گئی ہے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پولیس جس کو چاہے نظم و نسق میں خلل کا الزام لگا کر ایک ماہ کے لئے جیل میں ڈال سکتی ہے چنانچہ فرقہ وارانہ جھگڑوں کے دوران بے شمار افراد کو ایک ایک ماہ کے لئے جیلوں میں بند رکھ کر ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا بعض اوقات ممتاز سیاست دانوں کو بھی نہیں بخشا جاتا۔ ان میں سابق گورنر جنرل (ریٹائرڈ) فضل حق اور جیئے سندھ کے لیڈر جی ایم سید کے نام قابل ذکر ہیں۔ پاکستان میں حقوق انسانی کے کارکنوں کا کہنا ہے کہ مجسٹریٹ اور پولیس دونوں پر یہ زبردست دباؤ ہوتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو سزائیں دلوائیں اور وہ جا بجا طور پر ملزموں سے اقبال جرم کروانے کے لئے انہیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے ہیں اسی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ بعض اوقات پولیس والے عدالتی کارروائی کا انتظار بھی نہیں کرتے اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ۱۸ افراد کو اس الزام میں پکڑ لیا کہ وہ فحش فلمیں دیکھ رہے تھے انہیں مجسٹریٹ یا جج کے روبرو پیش کرنے کی بجائے پولیس افسر صاحب محلے کی مسجد میں لے گئے اور امام مسجد صاحب کی آشیرباد حاصل کر کے سب ملزموں کو باری باری کوڑے لگائے گئے اس سلسلے میں سابقہ بھٹو حکومت نے کافی اصلاحات نافذ کی ہیں

ایمنسٹی انٹرنیشنل کا کہنا ہے کہ اگست ۱۹۸۹ء تک اس کی سفارش پر ہزاروں قیدیوں کو جیل سے رہا کیا گیا۔ دو ہزار کے لگ بھگ افراد کی سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کر دیا گیا۔ لیکن بعض مبصرین کے بقول اس میں دھاندلیاں ہوئی ہیں۔ بعض قاتل ڈاکو اور اخلاقی مجرم رہا کر دیئے گئے جبکہ وہ معزز سیاسی قیدی جو پاکستان پیپلز پارٹی کے رکن ہیں جیل میں بند رکھے گئے۔ رپورٹ کے مطابق پاکستان میں بحث و مباحثے کی آزادی ہے لیکن اسلام اور مسلح افواج کے خلاف ایک لفظ نہیں کہا جا سکتا۔ اخبارات ریڈیو اور ٹیلیویژن پر حکومت کا مکمل کنٹرول ہے اور آج کل امریکی ٹیلی ویژن سی این این کے کچھ پروگرام براہ راست نشر کئے جاتے ہیں لیکن اگر حکومت کو کوئی حصہ قابل اعتراض نظر آئے تو وہ حصہ بلیک آؤٹ کی نظر کر دیا جاتا ہے اگرچہ اخبارات جو براہ راست حکومت کے کنٹرول میں ہیں حکومت کی پالیسیوں کی حمایت نہ کریں تو پھر انہیں حکومت کے اشتہارات سے محروم کر دیا جاتا ہے ایک بار کراچی کے ایک انگریزی اخبار نے حکومت بلوچستان کا ایک اشتہار شائع کر دیا تھا جس میں صوبے کی زبوں حالی کا ذمہ دار وفاقی حکومت کو ٹھہرایا گیا تھا حکومت کے کارپردازوں نے فیصلہ کیا کہ کوئی بہانہ بنا کر حکومت اخبار کو اشتہار نہیں دے گی۔ لیکن اخبار نے یہ معلوم کر لیا اور حکومت کے اس فیصلے کا بھانڈا پھوڑ دیا اور مجبوراً مرکزی حکومت کو اپنا یہ منصوبہ ختم کرنا پڑا۔ ویسے تو پاکستان میں مذہبی آزادی ہے لیکن حقوق انسانی کی اس رپورٹ کے مطابق مسلمانوں کو مرتد کرنے کی سخت ممانعت ہے ابھی تک ان ۹ احمدی ڈاکٹروں پر مقدمہ چلایا جا رہا ہے جنہوں نے کراچی میں علاج کے دوران کچھ لوگوں کو احمدی بنانے کی سعی کی تھی۔ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے لیکن سزائیں ملنے کے باوجود وہ خود کو مسلم کہنے سے باز نہیں آئے چنانچہ ۱۹۹۰ء میں کئی احمدیوں کو اس لئے گرفتار کر لیا کہ وہ بلند آواز کلمہ پڑھ رہے تھے۔ عیسائیوں کے لئے بھی کافی مشکلات ہیں اور انہیں نئے چرچ وغیرہ تعمیر کرنے کی اجازت بڑی مشکل سے ملتی ہے۔ ہندوؤں کو اپنے تہوار منانے کی آزادی ہے۔

(جنگ ۱۰ فروری ۱۹۹۱ء)

یادرفتگان ـــ چوہدری احمد حسین باجوہ

چوہدری غلام نبی کاہلوں

میرے پیارے ماموں جان چوہدری غلام نبی صاحب کاہلوں بعمر ۸۰ سال مورخہ ۱۳ جولائی ۹۰ء بروز جمعہ وفات پا گئے۔ ۱۴ جولائی کو صبح کی نماز کے بعد نماز جنازہ پڑھی گئی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ آپ کا تعلق چک چھور ربا ۱۱۷ سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ سے تھا۔ ابھی کم سن ہی تھے۔ کہ ہمارے نانا جان چوہدری جلال خان صاحب وفات پا گئے۔ جن کی اپنی شناخت تھی۔ جماعت چھور ۱۱۷ کے ابتدائی احمدیوں میں شمار تھا۔ اور نیکی میں اپنی مثال۔ آگے اُن کی اولاد بھی نیک خصلت اور احمدیت کے فدائی اور شیدائی۔

اوائل عمری میں محترم حافظ محمد الدین صاحب کی ذات بطور معلم نصیب تھی کہ جن کی ذاتی توجہ اور اعلیٰ صلاحیت کی بدولت جماعت احمدیہ چک چھور ۱۱۷ کی نہایت ہی اعلیٰ رنگ میں دینی تربیت ہوئی کہ ماموں جان چوہدری غلام نبی صاحب کی ذاتی حیثیت اور نیک نفسی اپنے اور پرایوں کے لئے یکساں تھی۔ دوست سب کے تھے اور دشمنی کسی کے ساتھ نہ تھی ہر چھوٹا بڑا احترام کرتا۔ دنیاوی معاملات میں بہتر ہر ایک کے کام آنے والے تھے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند۔ آپ کی ذاتی توجہ سے گاؤں سے شہر تک کئی کھالوں پر پختہ پلیاں تعمیر ہوئیں۔ آج بھی نیک یاد تازہ ہے۔ غرضیکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا پورا خیال رکھنے والے تھے۔ خدا کے فضل سے ایک یادگاری اور نمونہ کے رنگ کی زندگی گزار گئے۔

احباب جماعت احمدیہ سے عاجزانہ درخواستِ دعا ہے کہ ماموں جان کے درجات کی بلندی

باقی صـ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نونہالانِ جماعت

بچوں کا کالم

پیارے بچو! چلو آنا تو ہے کہ ہر ہفتہ ہم آپ کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ ہمارا یہ کالم پڑھ کر آپ بھی الفضل کے لئے ضرور دعا کرتے ہوں گے۔ ہماری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو وہ کچھ بنا دے جو وہ چاہتا ہے کہ انسانوں کو ہونا چاہیئے۔ اس کے عبادت گزار۔ اللہ تعالیٰ نے تو انسانوں کو پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں۔

اچھا اب تقریر کا تسلسل۔

قبول حق اہل مدینہ

سچ چھپا نہیں رہتا۔ آپؐ کی تعلیم کی خبریں باہر مشہور ہوئیں اور یثرب نامی ایک شہر کے لوگ جسے اب مدینہ کہتے ہیں حج کیلئے مکہ آئے تو آپؐ سے بھی ملے۔ آپؐ نے ان کو اسلام کی تعلیم دی اور ان لوگوں کے دلوں پر اس نے گہرا اثر کیا۔ انہوں نے واپس جا کر اپنے شہر کے لوگوں سے ذکر کیا اور ستر آدمی دوسرے سال تحقیق کے لئے آئے۔ جو سب اسلام لے آئے۔ اور انہوں نے درخواست کی کہ آپؐ ان کے شہر میں چلے چلیں۔ مگر آپؐ نے اس وقت عمل کرنا مناسب نہ سمجھا۔ ہاں وعدہ کیا کہ جب ہجرت کا موقع ہوگا آپؐ مدینہ تشریف لائیں گے۔

منصوبہ قتل اہل مکہ اور ہجرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

جب اہل مکہ کو معلوم ہوا کہ اب باہر بھی آپؐ کی تعلیم پھیلنی شروع ہو گئی ہے۔ تو انہوں نے ہر قبیلہ میں سے ایک ایک آدمی چنا تاکہ سب مل کر آپؐ کو قتل کر دیں۔ اور یہ اسی لئے کیا کہ اگر آپؐ کی قوم اس کو ناپسند کرتے تو سب قوموں کے اجتماع سے ڈر کر بدلہ نہ لے سکیں۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے پہلے سے بتا دیا تھا۔ آپؐ اسی رات مکہ سے نکل کر ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر مدینے کی طرف ہجرت کر گئے۔ جہاں کے لوگوں پر اسلام کی تعلیم کا ایسا اثر ہوا۔ کہ تھوڑے ہی عرصے میں تقریباً سب مدینہ کے لوگ اسلام لے آئے اور آپؐ کو انہوں نے اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اور اس طرح وہ کونے کا پتھر جسے اس شہر کے معماروں نے رد کر دیا تھا۔ مدینے کی حکومت کا تاج بنا۔

اشغال تعلیم و تربیت

اس ترقی کے زمانے میں بھی آپؐ نے اپنا شغل تعلیم اور وعظ ہی رکھا اور اپنی سادہ زندگی کو کبھی نہیں چھوڑا۔ آپؐ کا شغل یہ تھا کہ آپؐ لوگوں کو خدائے واحد کی پرستش کی تعلیم دیتے۔ اخلاق فاضلہ اور معاملات کے متعلق اسلامی احکام لوگوں کو سکھلاتے۔ پانچ وقت کی نماز خود مسجد میں آکر پڑھاتے۔ تو مسلمانوں میں بجائے ہفتہ میں ایک دفعہ عبادت کرنے پانچ دفعہ روز مسجد میں جمع ہو کر عبادت کی جاتی ہے جن لوگوں میں جھگڑے ہوتے آپؐ فیصلہ کرتے اور ضروریات قومی کی طرف توجہ کرتے۔ جیسے تجارت، تعلیم، حفظان صحت وغیرہ۔ اور پھر غرباء کے حالات معلوم کرتے اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرتے حتیٰ کہ جن لوگوں کے گھروں میں کوئی سودا لانے والا نہ ہوتا ان کے لئے سودا لا دیتے۔ پھر باوجود ان سب کاموں کے کبھی بچوں کے اندر قومی روح پیدا کرنے کے لئے ان میں جا کر شامل ہو جاتے اور ان کی کھیلوں میں جوش دلاتے۔ جب گھر میں داخل ہوتے تو اپنی بیویوں سے مل کر گھر کا کام کرنے لگتے۔ اور جب رات ہوتی اور سب لوگ آرام سے سو جاتے تو آپؐ آدھی رات کے وقت اٹھ کر رات کی تاریکی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جاتے۔ یہاں تک کہ بعض مرتبہ کھڑے کھڑے آپ کے پاؤں سوج جاتے۔

○ عزیزہ حبیبہ ناصر نے والدین کے حقوق کی طرف توجہ دلائی ہے اور لکھا ہے کہ بندوں میں سے ہمارا قریبی تعلق ماں اور باپ سے ہے۔ ماں تکلیفیں جھیل کر اپنے بچوں کو پالتی ہے اور باپ مشکلات برداشت کر کے بچوں کے کھانے، ان کے لباس اور لکھنے پڑھنے کا بندوبست کرتا ہے۔ اسی طرح ماں اور باپ کی کوشش بچوں کو سمجھدار اور قابل انسان بناتی ہے۔ اسی لئے خدا نے بندوں کے حقوق میں سب سے پہلے ماں باپ کے حقوق رکھے ہیں

○ عزیزہ حبیبہ نے کچھ حوالے بھی دئے ہیں (۱) اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ (۲) اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے (۳) تو ان کو اُف تک نہ کہنا اور نہ انہیں جھڑکنا اور ان سے بات ادب سے کرنا۔ اور عجز و نیاز سے ان کے آگے جھکے رہنا (۴) اے پروردگار جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں شفقت سے پرورش کیا ہے تو بھی اسی طرح ان کے حال پر رحم فرما۔

○ عزیزہ عائشہ زارا۔ آپ کی امی کی یہ بات بالکل درست ہے کہ میں آپ کے نانا جان فیض الحق صاحب کا دوست تھا۔ میں نے اور انہوں نے نائیجیریا میں اکٹھے کام بھی کیا ہے۔ آپ کو جب بھی موقع ملے آجائیں۔ مجھے آپ سے مل کر خوشی ہوگی۔ آپ کے نانا جان تو جب بھی ربوہ آتے تھے مجھ سے ملتے تھے۔

ہمیں یہ سن کر خوشی ہوئی کہ آپ نرسری کلاس میں ۱۳۰ میں سے ۱۳۰ نمبر لے کر اول آئی ہیں آپ کو یہ نتیجہ مبارک ہو۔

○ اسی طرح عزیز محمد احسن علوی نے بھی لکھا ہے کہ وہ تیسری جماعت میں اول آئے ہیں۔ عزیز علوی! آپ کو بھی یہ نتیجہ بہت بہت مبارک ہو۔

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۹۱۳:۔ میں صفیہ قمر زوجہ محمد طفیل صاحب قوم گجر پیشہ ٹیچر عمر ۳۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک نمبر 275 ر ب کرتارپور ضلع فیصل آباد بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۱/۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی کانٹے چوڑیاں وزنی ۵ تولہ مالیتی ۱۸،۰۰۰/- روپے (۲) انگوٹھی طلائی مالیتی ۸۰۰/- روپے (۳) حق مہر ۵۰۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۱۵۰۰/- روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ:۔ صفیہ قمر زوجہ محمد طفیل صاحب چک نمبر 275 ر ب ضلع فیصل آباد۔ گواہ شد نمبر ۱۔ محمد طفیل خاوند موصیہ مسل نمبر ۲۷۹۱۲۔ گواہ شد نمبر ۲ یعقوب احمد ناصر چک نمبر 275 ر ب ضلع فیصل آباد

مسل نمبر ۲۷۹۱۴:۔ میں نصرت اسد زوجہ اسد اللہ کچلو قوم کشمیری پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن E-75 سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۰/۹۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) حق مہر چھتیس ہزار روپے (۲) زیورات طلائی ۲۲ تولہ مالیتی ۶۶،۰۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۴۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظوری فرمائی جائے۔ الامتہ:۔ نصرت اسد زوجہ اسد اللہ کچلو E-75 سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی۔ گواہ شد نمبر ۱۔ خواجہ محمد اکرم والد موصیہ ۲۱/۱۱ دارالرحمت وسطی ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ اسد اللہ کچلو خاوند موصیہ۔

احباب کرام سے گذارش ہے کہ یاد رفتگاں کے مضامین کو مختصر رکھیں اور ایسے امور شامل کریں جو دوسروں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں تاکہ دنیا میں نیکی پھیلے اور وفات یافتہ جن کا ذکر مقصود ہو انہیں ثواب ملے اور ان کے درجات بلند ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کام کرنے کا شوق ہی کامیابی کا ضامن ہے

ارشاد سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

حضرت فضل عمر فرماتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ جب کسی مضمون کو بیان کیا جاتا ہے تو اس کا علمی پہلو بھی لیا جاتا ہے اور عملی پہلو بھی۔ علمی پہلو بیان کرنے کی اس لئے ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی مضمون علمی پہلو بیان کرنے کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ کسی کام کو کرنے کے لئے کئی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ اس کے کرنے کا شوق ہو۔ ایک ہی کام کو کئی لوگ کرتے ہیں۔ مگر کچھ ہی لوگ اس میں بڑھتے اور امتیاز حاصل کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے جو بڑھتے ہیں ان کو اس کام کو کرنے کا شوق ہوتا ہے اور دوسروں کو نہیں ہوتا۔ جن کو شوق ہوتا ہے وہ پورے طور پر اس کے کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر دوسرے ایسا نہیں کرتے لیکن شوق علم کی تکمیل سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ دیکھو جس شوق سے ایک کالج کا لڑکا پڑھتا ہے۔ سکول کا لڑکا نہیں پڑھتا۔ عام طور پر کالج کا لڑکا فارغ پھرتا نظر آتا ہے۔ حالانکہ اس کے کورس کی کتابیں حجم کے لحاظ سے سکول کے لڑکے کی کتابوں سے بڑی ہوتی ہیں۔ مگر وہ شوق کی وجہ سے جلدی علم حاصل کرتا ہے۔ بہ نسبت سکول کے لڑکے کے۔ اس لئے وہ فرصت نکال لیتا ہے۔ پس کسی بات کا شوق پیدا کرنے کے لئے چونکہ اس کے علمی پہلو پر روشنی ڈالنا ضروری ہوتا ہے اس لئے میں اس مضمون کے دونوں پہلوؤں پر روشنی ڈالوں گا۔ یعنی اس کا علمی پہلو بھی بیان کروں گا اور عملی بھی۔

بقیہ: ص۱ سے آگے

اندرونی طور پر حسد کا جذبہ جہاں بھی آپ کو کسی بات کے پیچھے محرک دکھائی دے وہیں اس کا سر کچل دیں۔ اتنی بات کریں جو خالصۃً نیکی کے نتیجہ میں دل سے پیدا ہوتی ہے۔ ان محرکات کو اختیار کریں جو تقویٰ کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں اور جہاں بھی آپ دوسرے کی طرف سے تنقید میں حسد کا جذبہ دیکھیں اس کو محبت اور پیار سے سمجھائیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ فروری ۱۹۸۶ء)

مسابقت کا ثواب

بفضل خدا ہر جماعت اپنے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعوت پر تحریک جدید کے سال ۵۷ کے لئے وعدے بھجوانے میں کوشاں ہے۔ لیکن زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کرنے کے لئے مسابقت کی روح سے کام کرنا ازبس ضروری ہے۔ اس لئے تاکیدی درخواست ہے کہ جو جماعتیں ابھی تک وعدہ جات نہیں بھجوا سکیں۔ جلد از جلد وعدہ جات بھجوا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

وکیل المال اوّل۔ تحریک جدید

خبریں

ملکی خبریں

○ پاک فضائیہ کے نئے سربراہ ائر مارشل فاروق فیروز خان مقرر ہوئے ہیں۔ وہ اپنے عہدے کا چارج ۹ مارچ ۱۹۹۱ء کو سنبھالیں گے۔ وہ اس وقت پی۔ آئی۔ اے کے سربراہ ہیں۔

○ تین ہزار سرکاری افسروں کو جبری طور پر ریٹائر کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے خیال کیا جا رہا ہے کہ اس مقصد کے لئے جلد ہی ایک صدارتی آرڈی ننس جاری کیا جائے گا۔

○ وزیر اعظم پاکستان کے ساتھ روسی سفیر کی طویل ملاقات ہوئی سفیر نے وزیر اعظم کی امن کوششوں کی تعریف کی۔

○ پی ڈی اے کے لیڈر مسٹر فاروق لغاری نے کہا ہے کہ اسلامی اتحاد کے ارکین اسمبلی کو عملی طور پر تھانوں کا انچارج بنا دیا گیا ہے۔

○ کراچی میں طالب علم تنظیم اسلامی جمعیت طلبہ کے طلباء کے خلاف ناروا سلوک پر لاہور میں مظاہرہ کیا گیا۔

○ کراچی مسلم کمرشل بنک میں ڈاکہ کے نتیجے میں ۱۰ لاکھ روپے لوٹ لئے گئے۔

○ سابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ سندھ ڈاکوؤں کے چنگل میں سسک رہا ہے۔ اور اب صورت حال یہ ہے کہ سیاستدان بھی اغوا ہو رہے ہیں اور تاوان دے کر رہا ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سندھ کی صوبائی حکومت امن قائم کرنے میں ناکام ہو چکی ہے۔

○ واپڈا نے فیصلہ کیا ہے کہ نماز جمعہ کے اوقات میں کہیں بھی لوڈ شیڈنگ نہیں ہوا کرے گی۔

○ وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان روس ایران مذاکرات کی تفصیل جاننے کے لئے تہران چلے گئے ہیں۔

○ جھنگ میں دن کے وقت کرفیو کا نفاذ ختم کر دیا گیا ہے۔

○ بنکوں اور قومی تحویل میں لی گئیں صنعتوں کے ملازمین نے ملک گیر ہڑتال کی۔

○ قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین کی نشستیں بحال کرنے کے بارے میں اتفاق رائے ہو گیا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ عراق کے وزیر خارجہ مسٹر طارق عزیز روس کا دورہ کرنے کے بعد واپس بغداد پہنچ گئے ہیں۔ اب وہ صدر صدام حسین کو روس کا امن منصوبہ پیش کریں گے۔

○ اسرائیل نے مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں فائرنگ کر کے دو بچوں سمیت تین فلسطینی باشندوں کو ہلاک کر دیا ہے۔

○ فلپائن اور امریکہ کے درمیان فوجی اڈوں کے مستقبل کے سوال پر مذاکرات تعطل کا شکار ہو گئے ہیں۔ فلپائن میں واقع امریکی اڈوں کو امریکہ مزید دس سال تک استعمال کرنا چاہتا ہے جب کہ فلپائن ان اڈوں کو مزید صرف سات سال تک استعمال کرنے کی اجازت دینا چاہتا ہے۔ اب مزید مذاکرات امریکہ میں ہوں گے۔

○ خلیج کی جنگ میں زمینی جنگ کی تیاریاں زور و شور سے جاری ہیں خیال ہے کہ زمینی جنگ کا آغاز کسی بھی وقت ہو سکتا ہے عراق نے دھمکی دی ہے کہ زمینی جنگ شروع ہوتے ہی وہ اسرائیل پر بھرپور حملہ کرے گا۔

○ عراق نے اسرائیل کے ایٹمی پلانٹ پر سکڈ میزائیلوں سے بھرپور حملہ کیا ہے۔ تین میزائیل پلانٹ پر گرے ہیں۔ حیفہ کی بندرگاہ پر بھی ایک میزائیل گرا۔ تباہی کی تفاصیل کا فوری طور پر علم نہیں ہو سکا۔

○ اسرائیل کے وزیر اعظم مسٹر شامیر نے پہلی بار یہ حیران کن اعلان کیا ہے کہ مشرق وسطیٰ کے مسئلے کا حل عربوں سے بات چیت میں ہے واضح رہے کہ اس سے قبل اسرائیلی حکومتیں بات چیت کی مخالفت کرتی رہی ہیں۔ تاہم اسرائیلی وزیر اعظم نے قرار دیا ہے کہ یہ بات چیت حالیہ جنگ کے مقاصد پورے ہونے کے بعد شروع ہونی چاہئے۔

صاحب اولاد

اپنے پھول سے بچوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں۔ اگر کوئی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں

۔ چھوٹا قد کورس	۱۰/-	DWARFISHNESS COURSE
۔ بول بستری کورس	۳۵/-	BED URINE COURSE
۔ مٹی چھوڑ کورس	۲۰/-	MITTI CHHOURE COURSE
۔ بے بی گروتھ کورس	۳۰/-	BABY GROWTH COURSE
۔ سوکھا پن کورس	۳۰/-	MARASMAS COURSE
۔ بے بی ٹانک	۱۰/-	BABY TONIC
۔ آہستہ دانت نکلنا کیور	۲۰/-	SLOW DENTITION CURE
۔ بے ترتیب دانت کیور	۲۰/-	IRREGULAR TEETH CURE

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹوں کیلئے معقول کمیشن

تین صد روپے یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی

کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی (رجسٹرڈ) ربوہ فون ۶۰۶۱، ۷۷۱